دھولیہ فساد کمیونل بیوروکریسی اور حکومت کی شپرۂ چشم پالیسی کا عیاں مظاہرہ

نثار احمد تمبولی، دھولیہ

9699604877

شاباش اے دھولیہ کے نوجوانوں کہ تم نے کمیونل پولس ایکشن کے دوران بیشک نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کہا اور ہاتھ میں موبائیل اور ڈیجیٹل کیمرے سے پولس کی ظلم و بربریت کو برہنا کر دیا۔ سونے پر سہا گا یہ کہ دھولیہ کے کسی ایک فرد نے فساد میں شہید بچوں کے تعلق سے پولس سے یہ لکھوالیا کہ ہر چند کے پولس فائرنگ میں آپ کے بچوں کا قتل ہوا لیکن یہ کوئی سنگین گناہ نہیں ہے اور ساتھ ہی عظیم شاہ کی مدد سے ایسے ایسے مستند خفیہ دستاویزات حاصل کئے گئے جن سے پتہ چلتا ہیکہ دھولیہ ضلع کلکٹر پرکاش مہاجن کتنا کمیونل ہے۔ اتنا ہی نہیں ان کمیونل پولس کی بربریت کے تعلق سے مقامی فاضل کورٹ، فاضل ہائی کورٹ، فاضل سپریم کورٹ نیز فاضل قومی انسانی حقوق کمیشن کے دروازوں پر دستک دینے کیلئے ان دستاویزات کا خاطر خواہ فائدہ ملا۔ شاید ہندوستان کی تاریخ میں ایسا پہلی مرتبہ ہوا کہ انسانیت کے الم بردار بلا امتیازِ مذہب و ملّت فساد شروع ہوتے ہی مشکل سے ۱۵ ر منٹ کے اندر ایک دوسرے سے رابطہ میں آ گئے ورنہ شاید گجرات پیٹرن کی سازش میں دھولیہ کی کمیونل پولس کامیاب ہو جاتی۔ مقامی ہندو مسلم این جی او کے علاوہ دہلی کی شبنم ہاشمی، ممبئی میں مقیم مہیش بھٹ، فرید بٹاٹا والا، جمیعت علماء مہاراشٹر (ارشد مدنی گروپ)، اقبال میمن، ایم اے خالد، امین پٹیل، محمد ارشد، ڈاکٹر راغب، ایڈوکیٹ انصار تمبولی وغیرہ نے مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ کے سامنے ان ویڈیو کلپ کو دکھا کر وزیر اعلیٰ کو یہ تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا کہ مہاراشٹر کی پولس کتنی کمیونل ہے۔ بقولِ حسین دلوائی، ہندو مسلمان کا جھگڑا فساد میں اسی وقت تبدیل ہوتا ہے جب عموماً پولس جائے واردات پر پہنچتی ہے۔ لہٰذا بطورِ تمہید اس پیراگراف کا مقصد صرف اتنا ہی ہیکہ خدانہ خواستہ اگر کہیں فساد ہو تو کم از کم متذکرہ اشاروں کی مدد لی جائے۔

الیکٹرانک میڈیا کیا اردو انگریزی پرنٹ میڈیا کیا دھولیہ فساد کے بعد سے ہر ایک نے ایماندارانہ اور منصفانہ طور سے صحافت کے وقار کو زندہ رکھتے ہوئے ملک کے چپہ چپہ میں دھولیہ کی کمیونل پولس کتنی خونخوار اور انسانیت کے نام پر کلنک کا ٹیکا ہے اس بات کو عیاں طور سے اتنی تشہیر دی ہیکہ اب دوبارہ اس تعلق سے لکھنا وقت کا اصراف ہوگا۔ اس معاملہ میں نئی پیش رفت یہ ہیکہ دھولیہ ضلع کلکٹر کمیونل پولس سے بھی زیادہ مودی یہودی کا چیلا چپاٹا نکلا یا یوں کہنے میں حرکت نہیں کہ سیکولر مہاراشٹر میں نان سیکولر حاکموں کو بیٹھانے کیلئے جو چند ایجنٹ تقرر کئے گئے ہیں، ان بیوروکریٹس کا شاید سُرغنہ ہے۔ اس بات کا پتہ ۱۸ ر جنوری ۲۰۱۳ء سے لیکر ۶ ر فروری ۲۰۱۳ء تک کے سی ایم آفس اور دھولیہ ضلع محصول دفتر کے درمیان خط و خطابت سے پتہ چلتا ہے۔ دوسرا معاملہ فساد میں جن متاثرین کے گھر، دوکان اور دیگر املاک جلائے گئے، لوٹ مار کی گئی اور توڑ پھوڑ کی گئی ان کی ایف آئی آر درج کرنے سے دھولیہ کی کمیونل پولس نے انکار کر دیا ہے۔ اتنا ہی نہیں جن کمیونل ہندو فسادیوں کے نام ۷ ر فروری ۲۰۱۳ء سے پولس کو تحریری طور سے مطلع کئے گئے ہیں ان کو آج تک حراست میں نہیں لیا گیا ہے۔ تیسرے یہ کہ جیوڈیشیل انکوائری کمشنر کی تقرری کے حکمنامہ میں نہ آئین ہند کے کسی آرٹیکل کا، نہ جیوڈیشیل انکوائری ایکٹ ۱۹۵۲ء کا، نہ کسی نوٹیفکیشن کا اور نہ ہی جس جی آر کے تحت یہ تقرری عمل میں آئی ہے، اس اہم قانونی پہلو کا ذکر نہیں ہے۔ کسی بھی سرکاری حکمنامہ کے تعلق سے اس کے منبع Constitution کا پتہ ہونا یہ ایک اہم قانونی پہلو ہوتا ہے۔

ہر چند کے آر آر پاٹل جیسے شپرۂ چشم افراد نے پولس فائرنگ کی طرفداری کی لیکن متذکرہ دھولیہ، ممبئی کے ہمدردانِ قوم نیز اردو میڈیا کے علاوہ بالخصوص دیگر انگریزی میڈیا کے ساتھ ساتھ ڈہندوز نے بھی پولس کی بربریت کو منظر عام پر لایا اور اتنا ہی نہیں مہاراشٹر میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ مہاراشٹر اسٹیٹ مائناریٹی کمیشن کے چیئرمن نے بھی حقیقت پر مبنی رپورٹ سی ایم کو پیش کی۔ لہٰذا، سی ایم نے پولس فائرنگ میں مہلوکین اور زخمیوں کو امداد کا اعلان کیا۔ دھولیہ ضلع کلکٹر پرکاش مہاجن کو شاید یہ بات ہضم نہ ہو سکی کیونکہ اگر مسلمانوں کو یہ معمولی سی اعانت بھی حکومت کی طرف سے ملتی تو آخر وہ اپنے مودی یہودی نواز آقا کو کیا جواب دیتے؟ لہٰذا انھوں نے فوراً ۱۸ ر جنوری ۲۰۱۳ء کو ایک خط کے ذریعے سی ایم آفس کو بغیر کسی دستاویز کا حوالہ دیئے یہ فرمان جاری کر دیا کہ ''مہلوکین کا شمار فسادیوں میں ہے اس بات کا **انکشاف** ہو چکا ہے اس لئے سرکاری حکمنامہ کے تحت انھیں مدد نہیں دی جا سکتی ہے''۔ ایک پبلک سرونٹ کی اپنے اعلیٰ حکام کو گمراہ کرنا، پولس فائرنگ جائز کہ ناجائز اس تعلق سے مہاراشٹر کے ڈی جی آفس کی رپورٹ، سی آئی ڈی کی رپورٹ، عدالتی انکوائری کمیشن کی رپورٹ اور ملک ہند کے عدلیہ کے اختیارات کو خود استعمال کر کے قانون کی دھجیاں اُڑانا، اتنی جرأت اسی وقت کوئی بھی پبلک سرونٹ کر سکتا ہے، جب تک اسے یقین نہ ہو کہ اوپر براجمان اعلیٰ عہدیداران اس کے محافظ ہیں۔ شاید ضلع کلکٹر کے گمراہ کن ریمارک کو سمجھتے ہوئے سی ایم آفس نے ۳۱ ر جنوری ۲۰۱۳ء کے حکمنامہ کے تحت ایک کروڑ اکیس لاکھ بیالیس ہزار روپئے ضلع کلکٹر کے اکاؤنٹ میں جمع کر دیئے اور متاثرین کو رقم ادا کرنے کا حکم بھی دے دیا گیا۔ لیکن ضلع کلکٹر کی روح تلملا اٹھی اور اس نے ۴ ر فروری ۲۰۱۳ء کے خط سے دوبارہ سی ایم آفس کو گمراہ کیا، جس میں لکھا گیا ہیکہ ایک سرکاری حکمنامہ کے مطابق کسی فساد کے گناہ یا ایف آئی آر میں جن کے نام کا اندراج ہے انھیں مدد نہیں دینا چاہئے۔ حالانکہ حکومت کی طرف سے داخل ایف آئی آر نمبر ۴ / ۵، ۲۶ ر جنوری ۲۰۱۳ء کے پولس اسٹیشن کے حکمنامہ اور پولس اسٹیشن ڈائری میں کہیں بھی ان مہلوکین کا، مجرمین کی فہرست

میں نام نہیں ہے۔سی ایم آفس نے شاید دوبارہ کلکٹر کی اس شرارت کو برداشت کرتے ہوئے ۵؍فروری ۲۰۱۳ء کے حکمنامہ سے دھولیہ ضلع کلکٹر کو حکم دیا کہ ہر چند کہ (بقول دھولیہ ضلع کلکٹر) مہلوکین کا شمار فسادیوں میں ہونا ثابت ہو چکا ہے پھر بھی انسانی نقطۂ نظر سے مہلوکین کے ورثاء کو ۵/ ۵ لاکھ روپئے بلا کسی شرط بطورِ امداد، ادا کر دی جائے۔لہٰذا اب تو ضلع کلکٹر پر بحیثیت پبلک سرونٹ یہ لازم وملزوم تھا کہ وہ بغیر چوں وچرا کئے مہلوکین کے ورثاء کو منظور شدہ امداد، نقد ادا کر دیتے۔لیکن ضلع کلکٹر نے ۱۲؍اگست ۲۰۰۵ء نے ناگپور کلکٹر کو مخاطب کئے گئے ایک سرکاری ہدایت کو ڈھونڈ کر سی ایم آفس کے حکمنامہ کے مطابق مہلوکین کے ورثاء کو نقد رقم ادا نہ کرتے ہوئے اراجکتا وادی رویہ سے یہ رقم ۶؍سال کیلئے ضلع کلکٹر کے ساتھ مشترکہ فکسڈ ڈپازٹ میں جمع کر دی۔۲۰۰۵ء کے اس ہدایت نامہ کو ۲۰۰۸ء کے فساد میں لاگو نہیں کیا گیا البتہ اسی ہدایت نامہ کو ۲۰۱۳ء میں کلکٹر آفس نے لاگو کر دیا۔اسے کہتے ہیں ملک میں بیوروکریسی کا ننگا ناچ اور اراجکتا وادی رویہ۔جبکہ اس ضمن میں ۱؍دسمبر ۲۰۰۸ء کا جی آر کہتا ہیکہ متاثرین کو ۵/۵ لاکھ روپئے دئے جائیں۔ایک کلکٹر کو جی آر (جو گورنر کے دستخط سے نکلتا ہے) اور سادے سرکاری ہدایت نامہ میں فرق معلوم نہ ہو یہ تو جمہوری نظام کے منہ پر چانٹا ہے۔سنجیدہ پہلو یہ ہیکہ ایک جی آر کی اہمیت کو ٹھکراتے ہوئے ۸؍سال پہلے کے کسی ایک خط کا استعمال کرتے ہوئے ضلع کلکٹر نے جو یہ حرکت کی ہے اس کے پیچھے بھی اس مودی نواز کلکٹر کا مقصد صرف نقد رقم سے منسلک افراد کو محروم کرنا ہی نہیں بلکہ ایک منظّم سازش کے تحت مسلم متاثرین کو سود کی رقم لینے پر قصداً مجبور کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش ہیکہ مسلمان سود کی رقم قبول کر لیتا ہے۔ٹھوس تجربہ یہ ہیکہ کمیونل بیوروکریٹس کی پکڑ منترالیہ تک اتنی مظبوط ہوتی ہیکہ ملک کا شہری اگر ان کے خلاف مستند اور ٹھوس دستاویزات کی بنا پر شکایت تحریری طور سے کرتا بھی ہے تو منترالیہ سے بلا کسی تحقیق کے وہ شکایت نامہ اسی منسلک بیوروکریٹس کو روانہ کر کے منترالیہ خواب خرگوش میں چلا جاتا ہے۔اسلئے ہمیں بیوروکریسی سے کسی بھی طرح سے انصاف کی توقع رکھنا کم ظرفی ہے کیونکہ بقول شاعر۔

مجھے نمک کی کان میں مٹھاس کی تلاش ہے

برہنگی کے شہر میں لباس کی تلاش ہے

ہر چند کہ ۲۰۱۳ء کے فساد کے محدود دائرے میں رہ کر سی ایم کے مثبت رویہ کا اعتراف تو ہمیں کرنا ہی پڑیگا لیکن دوسری طرف ان کے آفس اور ضلع کلکٹر کی آفس کے درمیان جو خط وکتابت ہوئی ہے وہ یا تو اس بات کو ثابت کرتی ہیکہ ہمارے سی ایم شپرہ چشم ہیں یا تو ان کی بیوروکریٹس کے سامنے ایک نہیں چلتی ہے۔دھولیہ کا عام مسلمان تو اب حکومت سے انصاف کے تعلق سے نہایت ہی مایوس ہو چکا ہے۔

یہ دُکھ نہیں کہ اندھیروں سے صلح کی ہم نے

ملال یہ ہیکہ اب صبح کی طلب بھی نہیں

بہر حال اسلام میں مایوسی کفر ہے اور اب اجتماعی طور سے ملک کے تمام تر خاص وعام کو بالخصوص ہمارے سیاسی رہنماؤں کو سوچنا ہوگا اور جسٹس کاٹجو جیسی جسارت وہمت ، کرسی پر رہ کر بھی دکھانی ہوگی۔ورنہ بقول اندرا گاندھی۔’’بھارت سیکولر رہیگا یا تو نہیں رہیگا‘‘۔دنیا نے یہ تسلیم کر لیا ہیکہ اگر کسی ملک میں سیکولرزم مضبوط ہے تو وہاں قتل وغارتگری، ملک کے ٹکڑے ہونا اور غیروں کی جارہیت وغیرہ وغیرہ جیسے مسائل سے دوچار ہونا ممکن نہیں ہے۔